# تدبرِ قرآن

۹۹

## الزّلزال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# سورہ کا مضمون اور ترتیب بیان

اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت واضح فرمائی ہے کہ ایک ایسا دن لازماً آنے والا ہے جس دن انسان کی کوئی چیز بھی ڈھکی چھپی نہیں رہ جائے گی بلکہ اس کی ہر نیکی و بدی خواہ اس نے کتنے ہی پردوں کے اندر چھپ کر کی ہو، اس کے سامنے رکھ دی جائے گی اور وہ اس کی جزا یا سزا پائے گا۔ اس دن ہر شخص اپنے اعمال سے متعلق خود جواب دہ ہوگا۔ کوئی دوسرا نہ اس کا حامی و مددگار ہوگا اور نہ کوئی اس کا سفارشی بنے گا۔

اس مدعا کو واضح کرنے کے لیے پہلے اس ہلچل کی تصویر کھینچی گئی ہے جو قیامت کے دن اس زمین میں برپا ہوگی اور جس کے نتیجے میں وہ سب کچھ باہر آ جائے گا جو اس کے اندر مدفون ہے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے ایماء سے اپنی ساری کہانی کہہ سنائے گی تاکہ انسان پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ اس نے اس کے اندر کہاں کہاں کیا کچھ چھپایا اور کیا کیا کہا اور کیا ہے۔ اس کے بعد ہر ایک اپنی نیکی بھی دیکھے گا، اگر اس نے کوئی نیکی کی ہوگی اگرچہ وہ کتنی ہی حقیر ہو اور وہ برائی بھی دیکھے گا جس کا وہ مرتکب ہوا ہوگا اگرچہ وہ برائی کتنی ہی چھوٹی ہو۔

پچھلی سورتوں کے مطالب اگر ذہن میں محفوظ ہیں تو اس سورہ کے انذار کی اہمیت کا اندازہ کرنے میں کچھ زحمت نہیں ہوگی۔ قیامت کے باب میں منکرین کے بڑے مغالطے تین تھے۔ ایک یہ کہ یہ زمین و آسمان بھلا درہم برہم کس طرح ہو سکتے ہیں؟ دوسرا یہ کہ انسان کے تمام اقوال و افعال کا بھلا کوئی احاطہ کر سکتا ہے کہ ان کا حساب کرنے بیٹھے؟ تیسرا یہ کہ اگر یہ باتیں ممکن بھی فرض کر لی جائیں جب بھی خود ان کے لیے کوئی اندیشہ نہیں ہے، ان کے شرکاء اپنی سفارش سے ان کو ہر آفت سے بچا لیں گے اور ان کو خدا کے ہاں بڑے بڑے درجے دلوائیں گے۔ اس سورہ میں ان کے ان تینوں مغالطوں پر ضرب لگائی گئی ہے۔

# سُورَةُ الزِّلْزَالِ

مَكِّيَّةٌ ——— آیات : ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیات ۱-۸ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿۱﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ
اَثْقَالَهَا ﴿۲﴾ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ﴿۳﴾ يَوْمَئِذٍ
تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ﴿۵﴾ يَوْمَئِذٍ
يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ﴿۶﴾ فَمَنْ
يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ
ع ۱ ۸ ۲۴ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾

ترجمہ آیات ۱-۸ جب کہ زمین ہلا دی جائے گی جس طرح اس کو ہلانا ہے۔ اور زمین اپنا بوجھ باہر نکال پھینکے گی اور انسان پکار اٹھے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے! اس دن وہ اپنی داستان کہہ سنائے گی، تیرے خداوند کے ایما سے۔ ۱-۵

اس دن لوگ الگ الگ نکلیں گے کہ ان کو ان کے اعمال دکھائے جائیں۔

پس جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہو گی وہ بھی اس کو دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی وہ بھی اسے دیکھے گا۔ ۶-۸

# الفاظ و اسالیب کی تحقیق اور آیات کی وضاحت

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا (۱)

جب اس طرح 'إِذَا' سے کسی چیز کا بیان ہوتا ہے تو مقصود اس کی یاد دہانی ہوتی ہے یعنی اس وقت کو یاد رکھو، اس دن سے ہوشیار رہو، جب کہ ایسا ایسا ہوگا۔ آپ چاہیں تو اس مخفی مضمون کو ترجمے میں ظاہر بھی کر سکتے ہیں۔

زبان کا ایک نکتہ

'زِلْزَالَ' آیا تو ہے فعل 'زُلْزِلَتْ' کی تاکید کے لیے جس طرح مفعول مطلق آیا کرتا ہے، لیکن یہاں زمین کی طرف اس کی اضافت سے مضمون میں ایک خاص اضافہ ہوگیا ہے جس کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے ورنہ آیت کا صحیح زور سمجھ میں نہیں آئے گا۔ اس خاص اسلوب کو سامنے رکھ کر اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ جب کہ زمین ہلا دی جائے گی اس طرح جس طرح زمین کو ہلانے کا حق ہے یا جس طرح اس کا ہلایا جانا مقدّر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس ہلائے جانے کا صحیح تصوّر آج ممکن نہیں ہے، پورے کرۂ ارض کا جھنجھوڑا جانا اور اس طرح جھنجھوڑا جانا جس طرح خدا نے مقدّر فرمایا ہے تصوّر سے ایک مافوق حادثہ ہے لیکن یہ پیش آنے والا ہے اس وجہ سے اس کو یاد رکھو، اس سے غافل رہ کر زندگی نہ گزارو۔

وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا (۲)

'اثقال' سے مراد

'ثِقْل' کے معنی بار اور بوجھ کے ہیں۔ یہاں اس کا اوّل مصداق تو مردے ہیں جو زمین میں دفن ہیں اور قیامت کے دن زمین ان کو نکال باہر کرے گی لیکن لفظ عام ہے اس وجہ سے اس سے وہ خزانے اور دفینے بھی مراد ہو سکتے ہیں اور ان جرائم کی یادگاریں بھی جن کا مجرموں نے ارتکاب کیا اور زمین میں ان کو چھپایا۔ سورۂ انشقاق کی آیت 'وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ' (الانشقاق - ۸۴: ۴) (جو کچھ اس کے اندر ہوگا وہ اس کو ڈال کر فارغ ہو جائے گی) میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے اور آگے سورۂ عادیات کی آیت 'إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ' (العٰدیٰت - ۱۰۰: ۹) (اور جب کہ قبریں اگلوائی جائیں گی) کے تحت بعض اشارات ان شاء اللہ مزید آئیں گے۔

وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا (۳)

انسان کی بدحواسی کی تصویر

اس ہولناک صورت حال کا انسان پر جو اثر پڑے گا یہ اس کی تعبیر ہے کہ وہ بدحواس ہو کر پکار اٹھے گا کہ ارے، یہ اسے کیا ہو گیا ہے کہ یہ کسی طرح ٹکنے کا نام ہی نہیں لے رہی ہے اور اپنے

اندر کی ہر چیز باہر نکالے دے رہی ہے! اسی طرح کی گھبراہٹ مجرموں پر اس وقت بھی طاری ہوگی جب ان کے اعمال کا رجسٹر کھلے گا۔ اس وقت بھی وہ کہیں گے: "مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا" (الکھف - ۱۸ : ۴۹) (عجیب ہے یہ کتاب! کوئی چھوٹا یا بڑا عمل ایسا نہیں ہے جو اس کی گرفت سے باہر رہ گیا ہو)۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا (۴ - ۵)

زمین ہر ایک کا ریکارڈ سنا دے گی

یعنی اس دن زمین وہ تمام نیکیاں اور بدیاں جو اس کی پشت پر کی گئی ہیں خدا کے حکم سے سنا ڈالے گی۔ قرآن کے دوسرے مقامات میں یہ تصریح ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ مجرموں کے اعضاء کو ناطق بنا دے گا اور وہ ان کے خلاف گواہی دیں گے یہاں تک کہ ان کی کھالیں (بدن کے رونگٹے) بھی ان کے خلاف شہادت دیں گے۔ سورۂ حٰمٓ السجدۃ میں فرمایا ہے:

| | |
|---|---|
| وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (حٰمٓ السجدۃ - ۴۱ : ۲۱) | اور مجرمین اپنی کھالوں سے پوچھیں گے کہ آخر تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گی کہ جس خدا نے آج ہر چیز کو گویا کر دیا ہے اس نے ہمیں بھی گویا کر دیا۔ |

اس دنیا میں انسان جو کچھ بھی کرتا ہے اسی زمین کے اوپر یا نیچے کرتا ہے اس وجہ سے یہ انسان کے اعمال و اقوال کی سب سے بڑی گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جس طرح انسان کے اعضاء و جوارح اور اس کے بدن کے رونگٹے رونگٹے کو اس کے خلاف گواہی دینے اور اس کی زندگی کا ریکارڈ سنانے کے لیے گویا کر دے گا اسی طرح زمین کو بھی ناطق بنا دے گا کہ وہ ہر ایک کا ریکارڈ سنا دے۔

یہ اللہ کے حکم سے ہوگا

'بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا'۔ لفظ 'وحی' یہاں ایماء و اشارہ کے مفہوم میں ہے۔ اس معنی میں یہ قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زمین ایسا اس وجہ سے کرے گی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو اس کے لیے ایماء ہوگا۔ سورۂ حٰمٓ السجدۃ کی مذکورہ بالا آیت 'قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ' میں جو بات فرمائی گئی ہے وہی بات بہ ذرا مختلف اسلوب یہاں ارشاد ہوئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ جو کچھ ہوگا خدا کے حکم سے ہوگا اور ہر چیز خدا کے حکم کی تعمیل پر مجبور ہوگی۔ چنانچہ سورۂ انشقاق میں زمین ہی سے متعلق ارشاد ہے کہ 'وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ' (الانشقاق - ۸۴ : ۵) (اور وہ اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرے گی اور اس کے لیے یہی زیبا ہے)۔

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ (۶)

اس دن ہر شخص اکیلا اکیلا خدا کے حضور حاضر ہوگا

'اَشْتَاتًا' کے معنی متفرق، اکیلے اکیلے، تنہا تنہا کے ہیں۔ یعنی اس دن لوگ قبروں سے اس طرح نکلیں گے کہ کسی کے ساتھ نہ اس کے اہل خاندان ہوں گے، نہ اعزہ و اقربا، نہ اس کا جتھا ہوگا، نہ خدم و حشم، نہ املاک

جائداد، نہ اعوان و انصار اور نہ مزعومہ شرکاء و شفعاء بلکہ ہر ایک اپنے اعمال کی جواب دہی کے لیے اپنے رب کے حضور تنہا حاضر ہوگا۔ یہ مضمون قرآن کے دوسرے مقامات میں نہایت وضاحت سے بیان ہوا ہے۔ مثلاً سورۂ مریم میں فرمایا ہے وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا (مریم - ۱۹ : ۹۵) (اور ان میں سے ہر ایک اپنے رب کے سامنے حاضر ہوگا تنہا)۔ سورۂ انعام میں فرمایا ہے: وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ (الانعام - ۶ : ۹۴) (اور تم آئے ہمارے پاس تنہا تنہا جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا)۔

لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ۔ یہ اس حاضری کی غایت بیان ہوئی ہے کہ یہ اس لیے ہوگی کہ ان کو ان کے اعمال دکھا دیے جائیں کہ دنیا کی زندگی میں انھوں نے کیا کارگزاری انجام دی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس دکھا دینے سے مقصود اس کا نتیجہ یعنی اس کا مزہ چکھو، یعنی فعل نتیجۂ فعل کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔

فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (۷-۸)

یہ اس اجمال کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ فرمایا کہ جس نے ذرہ کے برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ بھی اس کے سامنے آئے گی اور جس نے ذرہ کے برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اس کے سامنے آئے گی۔

نیکیوں اور بدیوں کے جانچنے کے لیے ضابطہ

یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ ہر مومن و کافر کی ہر چھوٹی بڑی نیکی یا بدی اس کے سامنے آئے گی تو ضرور لیکن اس قاعدے کے مطابق آئے گی جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کے دوسرے مقامات میں بیان فرمایا ہے یعنی ایک مومن یہ دیکھے گا کہ اس سے نیکیوں کے ساتھ فلاں فلاں غلطیاں بھی صادر ہوئی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی فلاں فلاں نیکیوں کو ان کا کفارہ بنا دیا ہے۔ اسی طرح ایک کافر یہ دیکھے گا کہ اس نے بدیوں کے ساتھ کچھ نیک کام بھی کیے ہیں لیکن اس کے وہ نیک کام اس کے فلاں برے اعمال و عقائد کے سبب سے حبط ہو گئے، اس وجہ سے وہ ان کے صلہ سے محروم رہا۔

اس قاعدہ پر پرکھے جانے کے بعد نجات پانے والوں اور ہلاک ہونے والوں کے لیے جو ضابطہ مقرر ہوا ہے وہ سورۂ قارعہ میں یوں بیان ہوا ہے:

| | |
|---|---|
| فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۝ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۝ (القارعۃ - ۱۰۱ : ۶-۹) | پس جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ تو دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانا دوزخ کا کھڈ ہوگا۔ |

ان سطور پر اس سورہ کی تفسیر تمام ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ فضلہ و احسانہ۔

لاہور
۳۱ - مارچ ۱۹۸۰ء
۱۳ - جمادی الاول ۱۴۰۰ھ